السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اہل حدیث کے نزدیک گاؤں میں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا،جمعہ پڑھنا جائز ہے مگر کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود کسی گاؤں میں جمعہ پڑھایا ہو یا کسی بستی یا گاؤں والوں کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا ہو اور نہ آپ کے زمانہ میں مدینہ شریف کے گردو نواح میں نزدیک یا دور کسی گاؤں میں جمعہ پڑھنا پایا گیا ہے بلکہ جو لوگ دیہات میں جمعہ پڑھنا چاہتے تھے وہ بھی مدینہ میں آکر جمعہ پڑھ جاتے تھے اور جب رسول خدا ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو قباء میں تین دن رہے اور ایک مسجد بھی وہاں بنوائی مگر جمعہ کے دن قباء میں جمعہ نہیں پڑھایا اور وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ میں آکر جمعہ پڑھایا بلکہ قبا والوں کو حکم دیا کہ مدینہ میں آکر جمعہ پڑھا کرو اس سے ثابت ہوا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

دیہات میں جمعہ کے جواز میں امام بخاری رحمہ اللہ نے دو روایتیں لکھی ہیں، ایک ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ مسجد نبوی میں جمعہ قائم ہونے کے بعد جواثی (گاؤں) میں جمعہ قائم ہوا تھا گو اس روایت میں اس بات کا ذکر نہیں کہ با اجازت آنحضرت ﷺ ہوا تھا۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عام عادت یہ تھی کہ اس قسم کے کام اجازت ہی سے کیا کرتے تھے، دوسری حدیث امام ممدوح لائے ہیں جس کا مضمون ہے کہ تم مسلمانوں میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک کو محکوم سے سوال ہو گا۔ میں کہتا ہوں جمعہ کی فرضیت بالاتفاق ہے ہاں اس کے بعض شرائط میں اختلاف ہے۔ منجملہ شہر کا ہونا بھی شرط لگائی جاتی ہے اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث مرفوع سے نہیں ہے۔ لہٰذا جمعہ ہر مسلمان بالغ مرد پر فرض ہے۔ رہا یہ کہ گاؤں والے مدینہ میں آکر جمعہ پڑھتے تھے بہ نیت فرض نہ آتے تھے بلکہ بہ نیت حضور جماعت نبویہ در مسجد نبوی۔ لاغیر ایام قیام قباء میں جمعہ فرض نہ ہوا تھا۔ اللہ اعلم

(جمعہ فی القریٰ (از قلم مولوی محمد عبدالسلام صاحب مبارکپوری

آیت جمعہ سے ثابت ہے کہ نماز جمعہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ شہر کا رہنے والا ہو یا دیہات کا یا کسی اور مقام کا۔ اور اقامت جمعہ ہر مقام میں جائز ہے۔ خواہ شہر ہو یا قریہ یا صحرا۔ کیوں کہ آیت جمعہ ہر مکلف کو عام ہے۔ اور بلا تخصیص ہر مقام کو شامل، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: دلیل الافتراض من کلام اللہ تعالیٰ علی العموم فی الامکنة انتھی اور حدیث لاجمعة ولا تشریق الافی مصر جامع سے قریہ میں اقامتِ جمعہ کے عدم جواز پر استدلال صحیح نہیں ہے کیوں کہ یہ حدیث موقوف (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول) ہے، ساتھ اس کے محتمل بھی ہے اور ایسی حدیث جو مشہور ہو اور ساتھ اس کے محتمل بھی ہو تو اس سے عند الاحناف زیادت علی الکتاب جائز نہیں ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ حنفی نے نبایہ میں حدیث لاصلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب کا یہ جواب دیا ہے۔ ولئن سلمنا انہ مشھور فالزیادۃ بالمشھور انما یجوز اذا کان محکما اما اذا کان محتملا فلا وھذا الحدیث محتمل لنفی الجواز ویستعمل لنفی الفضیلة لقولہ علیہ السلام لاصلوٰۃ لجارِ المسجد الا فی المسجد یعنی اگر ہم تسلیم کرلیں کہ یہ حدیث مشہور ہے تو حدیث مشہور سے زیادہ علی الکتاب اسی صورت میں جائز ہے کہ حدیث محکم ہو لیکن جب محتمل ہو تو جائز نہیں ہے اور یہ حدیث (۱) محتمل ہے۔ کیوں کہ اس میں احتمال ہے کہ نفی جواز مراد ہو اور احتمال ہے کہ نفی فضیلت مراد ہو جیسے حدیث لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ پس جب عند الاحناف حدیث مشہور سے زیادۃ علی الکتاب اسی صورت میں جائز ہے کہ حدیث محکم ہو تو اولاً حدیث لاجمعۃ وَلَا تَشْرِیْقَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے حدیث تو درکنار خبر واحد بھی نہیں ہے۔ ثانیاً محکم بھی نہیں ہے کیوں کہ احتمال ہے کہ نفی فضیلت مراد ہو، یعنی اس کا مطلب یہ ہو کہ شہر میں نماز جمعہ اولیٰ و افضل ہو اور قریہ میں جائز و درست بلکہ یہی متعین ہے... کما قال شیخنا العلامة عبدالرحمن المبارکپوریؒ لاتشریق ولاجمعة علی وجہ الکمال الا فی مصر جامع جمعا بینہ وبین الاحادیث والاثار (نور الابصار ص ۳۱) غرض حدیث لاجمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع احناف کے نزدیک بھی پایہ استدلال سے ساقط ہے۔ تعجب ہے کہ احناف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے جو خبر واحد کے درجہ میں بھی نہیں ہے آیۃ (۲) جمعہ کی تخصیص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اقامتِ جمعہ فقط شہر ہی میں جائز ہے اور دیہات میں ناجائز فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار و نیز واضح ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ان احادیث صحیحہ کے معارض و مخالف ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جمعہ ہر مسلمان پر بجز پانچ اشخاص کے (غلام، عورت، مریض، لڑکے، مسافر) کے فرض ہے اور ہر مقام پر اس کا ادا کرنا جائز و صحیح ہے۔ چنانچہ ابوداؤد میں ہے:

عن طارق بن شھاب رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ وسلم قَالَ اَلْجُمُعَةُ حَقّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً عَبْدٍ مَمْلُوْکٍ اَوِامْرَاَةٍ اَوْصَبِیٍّ اَوْمَرِیْضٍ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نماز جمعہ حق واجب ہے مگر چار شخص پر غلام، عورت، لڑکے، بیمار پر نہیں۔

بعض روایات صحیح سے مسافر کا مستثنیٰ ہونا بھی ثابت ہے۔ مگر اہل قریہ کا استثناء کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں اور نسائی وغیرہ میں ہے۔

یعنی حدیث لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحہ الکتاب: ۱

عن نافع عن ابن عمر عن حفصة قالت قال رسول اللہ ﷺ اَلْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر مرد بالغ پر نماز جمعہ واجب ہے۔ دیہات میں نماز جمعہ پڑھنا خود آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ محلی ص ۵۴ میں تحریر فرماتے ہیں ومن اعظم البرھان علیھم ان رسول اللہ ﷺ اتی المدینة وانما ھی قری صغار متفرقة (الی) فبنیٰ مسجدہ فی بنی مالک بن النجار وجمع فیہ قریة لیست بالکبیرۃ ولا مصر ھنالک فبطل قول من ادعی ان لاجمعة الا فی مصر وھذا لا یجھلہ احد لامؤمن ولا کافر الخ یعنی دیہات میں اقامت جمعہ کے جائز ہونے کی بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ شہر نہ تھا، چند متفرق بستیاں تھیں، وہاں آپ نے بنو مالک بن نجار میں مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس قریہ کے اندر جمعہ کی نماز پڑھی۔ وہ کوئی بڑا قریہ نہ تھا اور نہ وہاں شہر تھا پس ثابت ہوا کہ اس شخص کا قول باطل ہے جو دعویٰ کرے کہ ''شہر کے سوا اور کہیں جمعہ

پڑھنا جائز نہیں۔ ''اور یہ ایسا امر ہے جو کسی مومن اور کافر سے مخفی نہیں۔ الحاصل آیت جمعہ اور احادیث مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ بجز پانچ اشخاص مذکورین ہر مکلف پر جماعت کے ساتھ نمازِ جمعہ فرض ہے۔ اور ہر مقام میں اس کا ادا کرنا جائز و صحیح ہے شہر ہو یا قریہ اور کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں کہ دیہات میں نماز جمعہ جائز نہیں بلکہ نماز جمعہ دیہات میں پڑھنا خود آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔ کما مر اور بالتفصیل معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع ناقابلِ احتجاج و استدلال ہے۔ ھذا آخر الکلام و خلاصۃ المرام واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

(فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل ص ۵۱۰)

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 04 ص 158-161

محدث فتویٰ